السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

نماز میں نیت زبان سے کرنا بدعت ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

بدعت ہے چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جلد اول مکتوب صد وہشتا دوششیم میں تحریر فرماتے ہیں ''وہمچنیں است آنچہ علماء و نیت نماز مستحسن داشتہ اند کہ باوجود ارادہ قلب بیان نیز باید گفت وحالاں کہ ازاں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوۃ والسلام ثابت نشدہ نہ بر روایت صحیح ونہ بر روایت ضعیف ونہ از اصحاب کرام وتابعین عظام کہ بزبان نیت کردہ باشند بلکہ چوں اقامت می گفتند تکبیر تحریمہ میفر مووند پس نیت بزبان بدعت باشد آہ'' اور مولانا محمد عبد الحیؒ نے عمدۃ الروایہ میں لکھا ہے احدھا الاکتفاء بنیۃ القلب وھو مجری اتفاقا وھو الطریقۃ المشروعۃ الماثورۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحابہ فلم ینقل عن احد منھم التکلم بنویت اوانوی صلوۃ کذا فی وقت کذا او نحو ذلک کما حققہ ابن الھمام فی فتح القدیر وابن القیم فی زاد المعاد اہ

ترجمہ: پہلا اس کا اکتفا کرنا ہے ساتھ نیت دل کے اور دل کی نیت کافی ہے بالاتفاق اور یہی طریقہ مشروع و منقول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب اور ان میں سے کسی ایک سے بھی منقول نہیں ہوا کہ انہوں نے زبانوں سے یوں کہا ہو کہ نیت کی میں نے یا نیت کرتا ہوں میں فلاں نماز کی فلاں وقت میں اور نہ مثل ان الفاظ کے اور کوئی لفظ کہتے۔ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فتح القدیر میں اور ابن قیم نے زاد المعاد میں ایسا ہی تحقیق کیا ہے۔

اور مولانا محمد عبد الحیؒ نے آکام النفائس میں ارقام فرمایا ہے (تنبیہ) کثیراً ما سئلت عن التلفظ بالنیۃ ھل ثبت ذلک من فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم واصحابہ وھل لہ اصل فی الشرع فاجبت بانہ لم تثبت ذلک من صاحب الشرع ولا من احد من اصحابہ الخ

ترجمہ: زبانی نیت کرنے کا مسئلہ مجھ سے بہت دفعہ پوچھا گیا کہ آیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب ثابت ہے یا نہیں، اور آیا شرع میں اس کی کوئی اصل بھی ہے۔ تو میں نے یہی جواب دیا کہ نہ تو شارع علیہ السلام ہی سے ثابت ہوا اور نہ ان کے صحابیوں میں سے کسی ایک سے ثابت ہوا۔

اور مولانا محمد عبد الحی مغفور نے سعایہ میں تحریر فرمایا ہے نقل فی المرقاۃ عن زاد المعاد فی ھدی خیر العباد لابن القیم کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام الی الصلوۃ قال اللہ اکبر ولم یقل شیئا قبلھا ولا تلفظ بالنیۃ ولا قال اصلی صلوۃ کذا مستقبلا للقبلۃ اربع رکعات اماما او ماموما ولا قال اداء ولا قضاء ولا فرض الوقت وھذاہ بدع لم ینقل عنہ احد قط لا بسند صحیح ولا بسند ضعیف ولا مسند ولا مرسل بل ولا عن احد من اصحابہ وما استحبہ احد من التابعین ولا الائمۃ الاربعۃ الخ وفی فتح القدیر قال بعض الحفاظ لم یثبت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطریق صحیح ولا ضعیف انہ کان یقول عند الافتتاح اصلی کذا ولا عن احد من التابعین بل المنقول اذا قام الی الصلوۃ کبر وھذہ بدعۃ۔ فتاوٰی مفید الاحناف

ترجمہ: یعنی مرقاۃ میں ابن قیم کی کتاب زاد المعاد فی ہدی خیر العباد سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر فرماتے اور اس سے پہلے کچھ نہ فرماتے اور نہ یوں کہتے کہ میں فلاں نماز کی چار رکعت کعبہ کی طرف منہ کر کے امام یا مقتدی ہو کر پڑھتا ہوں اور نہ ادا یا قضا یا فرض کا نام لیتے اور یہ سب بدعات ہیں۔ کسی نے آپ سے نقل نہیں کیا۔ نہ سند صحیح سے اور نہ سند ضعیف سے اور نہ مسند سے اور نہ مرسل سے بلکہ آپ کے صحابہ میں سے بھی کسی سے منقول نہیں ہوا اور تابعین میں سے بھی کسی نے اس کو مستحب نہیں کہا اور نہ چاروں اماموں نے الخ اور فتح القدیر میں ہے۔ کہ بعض حفاظ حدیث نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ تو صحیح طریق سے ثابت ہے اور نہ ضعیف سے کہ آپ شروع نماز کے وقت کہتے ہوں کہ میں فلاں نماز پڑھتا ہوں اور نہ تابعین میں سے کسی سے ثابت ہوا بلکہ آپ سے تو یہی منقول ہے کہ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر فرماتے۔ لہٰذا یہ بدعت ہے۔

فتاوٰی مفید الاحناف

ترجمہ: یہ رسالہ جناب مولانا مولوی محمد عبد الغفور صاحب رمضا نپوری بہاری کا ہے۔ ہر خاص و عام کے لیے نافع ہے۔ اور اس میں ان کتابوں کی عبارات جمع کی گئی ہیں جن کے مصنف حنفی المذہب تھے۔ اور اس میں انہیں کے اقوال وافعال درج کیے گئے ہیں جو صوفی مشرب تھے اس تالیف سے لوگوں کو اس بات سے آگاہ کیا ہے۔ کہ اگر کسی مسلمان کا قول یا فعل مطابق اس رسالہ کے پایا جائے، وہ مورد لعن وطعن نہ بنایا جائے۔ (سعیدی)

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 3 ص 89-90

محدث فتویٰ